عزادریٔ حسینؑ اور خواتین

پروفیسر طلعت عزیز☆

رکھی جاتی ہے بنیادِ عزا صبح قیامت تک
کہ زینب شام میں بھی ماتمِ شبیرؑ کرتی ہے

تاریخِ اسلام میں واقعات کربلا کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ عالمِ انسانی کا ہر ذی ہوش فرد حق و باطل کی اس جنگ کی کچھ نہ کچھ واقفیت ضرور رکھتا ہے۔ اسلام کی بقا کے لئے حضرت فاطمہ زہرہؑ بنتِ رسول اللہؐ کے چھوٹے صاحبزادے حسینؑ نے میدانِ کربلا میں ہر انسانی رشتہ کی قربانی دے کر ثابت کردیا کہ اسلام کی راہ میں قربانی کے لئے کسی رشتہ، جنس یا عمر کی قید نہیں ہوتی، بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے دوست و احباب سب نے اس جنگ میں حسینؑ کا ساتھ دیا اور شہید ہوئے۔کربلا کی زمین پر دس محرم کو شہید ہونے والوں میں پیروجواں، نوجوانوں اور کمسن بچوں نے حسینؑ کا ساتھ دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ ہر قربانی کے بعد خود امام حسینؑ نے اپنا سر نچھاور کرکے اسلام کو سربلند کیا۔

سر کٹے، کنبہ مرے، سب کچھ لٹے
دامنِ احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے

۱۰رمحرم کی اس خونیں شام کو کربلا کی سرزمین پر بکھرے سر بُریدہ بے کفن لاشوں پر ماتم کرنے والا کوئی نہ تھا سوائے چند عورتوں اور بچوں کے جو حسینؑ کے صاحبزادے زین العابدین کی امامت کے سائے میں گریہ کناں قید ہوکر شام لے جائے گئے۔تمام راستے حضرت زینب اپنے بھائی اور فاطمہ بنت حسین اپنے باپ اور شہیدوں کا ماتم کرتی رہیں۔ قید خانے میں بھی اہلِ خانہ شہیدوں کا نوحہ اور ماتم کرتے رہے۔ قید خانے سے رہائی نصیب ہونے پر حضرت زینب کی فرمائش صرف یہی تھی کہ ہمیں ایک مکان فراہم کیا جائے جہاں ہم اپنے شہیدوں کا ماتم کرسکیں۔

شہدائے کربلا کے ماتم کے لئے پہلی مجلس عزا حضرت زینب نے ایک مکان 'دارالجارۃ' میں برپا کی جہاں قریش اور ہاشمی خاندان کی عورتوں نے حضرت زینب، حضرت کلثوم اور دیگر خواتین کو امام

☆ فیکلٹی تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

حسینؑ اور ان کے ساتھ شہید ہونے والوں کا پُرسہ دیا۔ یہ پہلی باقاعدہ مجلس جو بلا شبہ ایک زنانی مجلس تھی دمشق میں تین دن تک جاری رہی۔ ۲۰؍صفر ۶۲ ھ کو قافلہ جب واردِ کربلا ہوا تو اسی دن سیدانیوں نے صفِ ماتم بچھائی اور شہدائے کربلا کے چہلم کی مجلس بپا کی۔

مدینے میں داخلے کے بعد امام زین العابدینؑ نے ایک مجلس کی جس میں مدینہ کے مردوں نے شرکت کر کے امام کو حسینؑ اور ان کے رفقاء کا پُرسہ دیا۔ یہ پہلی مردانی مجلس تھی۔ ان ابتدائی مجالس کے بعد سال بہ سال قربانیٔ حسینؑ کی یاد تازہ کرنے کے لئے ماہِ محرم میں مجالس کے ذریعہ نوحہ اور ماتم کی روایت شروع ہوئی۔

ہندوستان میں عزاداری کی روایت صوفیا کے ذریعہ بارھویں صدی سے شروع ہوتی ہے۔ صوفیا نے ۱۰ محرم کو یومِ غم مقرر کیا اور عزاوری کی روایت قائم کی۔ وہ مقام جہاں عزاداری کا اہتمام کیا جاتا ہے امام باڑہ کہلاتا ہے۔ صوفیا کے ذریعہ شروع کی گئی عزاداری رفتہ رفتہ پورے ہندوستان میں مقبول ہوئی۔ ابتداً مجالس میں صرف مرد حضرات ہی شریک ہوتے تھے۔ انتظام بھی وہی کرتے تھے، رفتہ رفتہ ان مجالس میں عورتوں نے بھی شریک ہونا شروع کیا۔ یہ وثوق کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ زنانی مجالس کا باقاعدہ سلسلہ کب شروع ہوا۔ شمالی ہندوستان میں زنانی مجالس کا باقاعدہ سلسلہ انیسویں صدی کے اواخر سے ملتا ہے۔

عورتوں میں قائم مجالس نہ صرف واقعاتِ کربلا کی یاد تازہ کرتی ہیں اور ام الائمہ طاہرین بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کو پرسہ دینے کا ایک ذریعہ ہیں بلکہ یہ دینی تعلیم کا بھی ایک اہم ذریعہ ہیں۔ مجلس کی ابتدا سوزخوانی سے ہوتی ہے جس کے بعد مرثیہ خواں شہدائے کربلا کا مرثیہ پڑھتے ہیں جو خالصاً واقعاتِ کربلا اور اس سے وابستہ جذبات و تاثرات کی عکاسی کرتے ہیں۔ مجلس کا دوسرا حصہ جسے عرفِ عام میں 'حدیث' کہا جاتا ہے جس میں فضائل و مصائب اہل بیت بیان کیے جاتے ہیں۔ فضائل میں قرآنی آیات، اقوال و اعمال آئمہ طاہرین کے حوالے سے اسلامی طرزِ زندگی پر گفتگو ہوتی ہے۔ اسی گفتگو سے گزرتے ہوئے حدیث خواں روزِ عاشور کے مصائب پر آجاتی ہیں۔ مصائب اہل بیت اور شہادت کے بعد حدیث تمام ہوتی ہے۔ اس کے بعد نوحہ خوانی اور زیارت کا سلسلہ چلتا ہے۔ زیارت کے بعد مجلس تمام ہوتی ہے۔

تعلیمی اعتبار سے، خاص طور پر عورتوں کے لئے حدیث کا پہلا حصہ بہت اہم ہوتا ہے۔ اس حصہ میں ہر دور کے مسائل کے حل تلاش کر لیے جاتے ہیں۔ اس میں راہِ مستقیم کی ہدایت بھی ہوتی ہے۔

رسول اللہ اور آئمہ طاہرین کے حالات زندگی سے نئی نسل کو روشناس کرایا جاتا ہے۔عزاداری دینی تعلیم کا بھی ذریعہ ہوتی ہے جو کسی مدرسہ، اسکول یا کالج میں حاصل نہیں ہوتی۔مسلمان عورتوں میں رسمی تعلیم کی کمی کے باوجود دینی معلومات، ان مجالس کی بدولت حاصل ہوجاتی ہیں۔ ہوش سنبھالنے کے بعد سے ہی بچیوں کے کانوں میں واقعاتِ کربلا کے توسل سے صبر و قناعت ، ایثار، قربانی، ثابت قدمی، حق گوئی دوسروں کے ساتھ نرم رویہ وغیرہ کی روشن مثالیں ذہن نشین ہوجاتی ہیں۔کردارِ زینب وکلثوم انکے لئے مشعلِ راہ ہوتی ہیں۔مصائب سکینہ سے وہ صبر کا سبق لیتی ہیں۔ ان مجالس سے وہ خواتین زیادہ بہرہ ور ہوتی ہیں جن کی زندگی گھر کی چہار دیواری میں مسائل سے جوجھتی ہوئی گزرتی ہے۔ رسمی تعلیم کا فقدان ان کے مسائل میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ خواتین صرف عزاداری حسینؑ، ذکرِ حسینؑ ذکرِ واقعات کربلا اور اماموں کے اقوال و اعمال کا ذکر سن کر ہی اتنا علم حاصل کرلیتی ہیں جو ان کی زندگی کو بہتر بنا سکتا ہے۔ واقعات کا تسلسل، جذبات کی عکاسی جن الفاظ کے ذریعہ ادا کی جاتی ہے وہ خود بخود ان کے اپنے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کرتی ہے۔

ایسی خواتین کی مثالیں بھی ہمیں ملتی ہیں جنھوں نے رسمی تعلیم کے بغیر ہی نوحے اور مرثیے تصنیف کیے ہیں۔تقریباً پچاس سال قبل مظفر نگر کی بی بی سردار فاطمہ (مرحومہ) کے قلمبند کئے مرثیہ کا ایک بند بطور نمونہ پیش ہے جو ان کی علمی سمجھ کا مظہر ہے۔

جس کا پسر مرا ہو اسی ماں سے پوچھئے   بانو سے اور شاہِ شہیداں سے پوچھئے
پرسہ کو کون آیا، بیاباں سے پوچھئے   گر ہو غلط،تو صاحبِ ایماں سے پوچھئے
آنسو رواں ہیں احمد ثانی کے واسطے
روتی تھی موت، جس کی جوانی کے واسطے

ایک دوسرا بند ملاحظہ ہو:

جب ہوگئے فرش پہ شبیہہ نبی سوار   چہرے پہ رعب داب سے وہ آ گیا نکھار
ہو چودھویں کا چاند کبھی جیسے آشکار   دی ہاتھ میں جو شاہ نے شمشیرِ آبدار
جوشِ جلال میں وہ جری جھومنے لگا
تھرا گئی زمیں فلک گھومنے لگا

آج کل زنانی مجالس کا اہتمام ہر چھوٹے بڑے شہر، قصبہ، دیہات وغیرہ میں ہوتا ہے۔ بقرعید کے مہینہ سے ہی فضا سوگوار ہونے لگتی ہے اور محرم کا انتظار شروع ہوجاتا ہے۔عزاداری کی تیاری امام باڑوں

کی صفائی، رنگ و روغن وغیرہ کے ساتھ ہی علَم، تعزیے، ضریح اور تابوت وغیرہ کی از سرِنو تیاری ہوتی ہے۔ مرثیہ اور نوحوں کے بستے نکل آتے ہیں۔ ہر جگہ عزاداری کے اپنے مخصوص قواعدو رسومات اور پابندیاں ہوتی ہیں۔منّتی دسترخواں،منّتی علَم شربت اور چائے کی سبیل سقائے سکینہ کے نام پر بچوں کا منّتی سقّہ بننا، حضرت قاسم کی مہندی، تابوت جلوس عزا کے اہم جُز ہیں۔ جو عورتیں اپنے گھروں یا امام باڑوں میں باقاعدہ مجالس کا اہتمام نہیں کر پاتیں وہ بھی چاند رات کو اپنے گھر کے ایک کمرے، کونے یا الماری میں علَم سجا کر دس دن تک بعد مغرب نوحہ خوانی کرتیں ہیں۔ جس میں گھر کی عورتیں یا چند پڑوس کی عورتیں شامل ہوجاتی ہیں۔لکھنؤ میں یہ رواج عام ہے لیکن دوسری جگہوں پر ہر گھر میں ماتم نہیں ہوتا۔

جامعہ نگر میں مجلسوں کا سلسلہ صالحہ عابد حسین نے ۱۹۳۵ یا ۱۹۳۷ سے شروع کیا صالحہ عابد حسین خواجہ غلام السیدین کی بہن اور ڈاکٹر عابد حسین کی زوجہ تھیں۔محرم کی پہلی تاریخ سے ۱۰ محرم تک انہوں نے اپنے گھر پر مجلس عزا کی شروعات کی جس میں گھر کے مرد اور عورتیں دونوں شامل ہوتے سوزوسلام کے بعد میر انیس کے مرثیے پڑھے جاتے اس کے بعد نوحے پڑھے جاتے۔ ان کے گھر ہونے والی مجالس میں ماتم نہیں ہوتا تھا اوراس کی وجہ غالبًا یہ تھی کہ جامعہ جو اس وقت ایک چھوٹی سی بستی تھی جس میں چند گھرانے ہی تھے ان کی عورتیں بھی مجلس میں شریک ہوسکیں جامعہ کی آبادی بڑھتی گئی لیکن ان کی مجلسوں کا انداز وہی رہا۔ جب عورتوں کی تعداد بڑھی تو یہ مجالس صرف زنانی مجالس ہوگئیں۔ ان کی مجالس کی دوسری خاص بات یہ تھی کہ خواتینِ کربلا، حضرت زینب، حضرت کلثوم، حضرت رباب، حضرت سکینہ کے حالاتِ زندگی پر تفصیلی ذکر ہوتا، عورتوں کی اہمیت اور ان کی ذمہ داریوں کا ذکر ہوتا۔ اسلام نے عورت کی جو تصویر پیش کی ہے وہ عملی طور پر خواتینِ کربلا میں نظر آتی ہے۔ اس بات پر زور دیا جاتا جو ایک عام عورت کے لئے مشعلِ راہ بن جائے۔ان کی وفات کے بعد ان مجالس کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ جامعہ نگر میں ہی دوسری زنانی مجالس سید کاظم حسین زیدی مرحوم کے گھر ۱۹۵۱ء میں شروع ہوئیں۔ ان کے گھر زنانی اور مردانی دونوں مجالس علیحدہ وقفہ میں شروع ہوئیں۔ زنانی مجلس تین بجے دوپہر اور مردانی مجلس ۸ بجے رات میں شروع ہوتی ہے۔

۱۹۷۰ء کے بعد جامعہ کے آس پاس کی زمینوں پر تیزی سے بستیاں بسنی شروع ہوئیں۔ نور نگر سینئر سیکنڈری اسکول کے برابر ہی ۱۹۹۲ء میں 'باب العلم سوسائٹی' نے ایک مسجد تعمیر کی جس کے بیسمنٹ میں مجالس کا سلسلہ شروع ہوا۔ شروع میں یہاں صرف مردانی مجالس ہوتی تھیں لیکن چونکہ بڑھتی ہوئی آبادی میں عورتیں بھی شامل ہیں لہٰذا ۱۹۹۷ء سے اس امام باڑے میں زنانی مجالس کی

شروعات ہوئی۔ پہلی محرم سے ۱۰ محرم تک مجالس کا انتظام محلّہ کی ہی چند عورتیں مالی تعاون پیش کر کے کرتی ہیں۔ اس کے بعد ربیع الاول تک یہاں مجالس کا سلسلہ قائم رہتا ہے۔ جو انفرادی مجالس ہوتی ہیں۔ ان دو امام باڑوں کے علاوہ ایک تیسرا امام باڑہ سعیدہ سیدین صاحبہ جو غلام السیدین صاحب مرحوم کی صاحبزادی ہیں۔ اپنے گھر، پہلی محرم کو سجاتی ہیں۔ دس محرم تک ان کے گھر پر بعد مغرب زنانی مجلس ہوتی ہے۔ دس محرم کے بعد دس دس دن کے لئے مجالس کا سلسلہ جامعہ نگر کے آس پاس کی بستیوں میں چلتا رہتا ہے۔ ان مجالس کا اہتمام خواتین اپنے گھروں پر ہی کرتی ہیں۔

شمالی ہندوستان کی ریاست اتر پردیش کے مختلف شہروں، ضلعوں، تحصیلوں، دیہاتوں میں عزاداری کا اہتمام بہت جوش وخروش سے کیا جاتا ہے۔ جتنی بڑی آبادی اور جتنی سہولیات فراہم ہوتی ہیں اسی حساب سے عزاداری بھی ہوتی ہے۔ ضلع بجنور کی تحصیل نجیب آباد میں ایک چھوٹی سی سادات کی بستی، میمن سادات ہے۔ یہ بستی علم و ادب کا گہوارہ رہی ہے اور اس بستی کے لوگ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر، انجینئر، سرجن، سائنٹسٹ، ادیب، شاعر، سب ہی اس بستی نے دیئے ہیں۔

۱۹۴۷ء سے پہلے میمن سادات میں سادات کے کُل سات خاندان تھے۔ ۱۹۴۷ کے بعد زیادہ تر لوگ پاکستان چلے گئے ان میں سے دو خاندانوں کے عزا خانے آج بھی موجود ہیں جن میں صرف زنانی مجالس ہی ہوتی ہیں۔ ایک خاندان، 'حکیموں والوں کا خاندان کہلاتا ہے۔ جس سے میرا تعلق ہے دوسرا خاندان، حاطہ والوں، کا خاندان کہلاتا ہے۔ میرے پَر دادا سید آغا حسنؒ کی والدہ سیدہ راضیہ بیگم بنتِ سید عنایت حسین نے اپنی ایک منت پوری ہونے پر زنانی مجالس کی شروعات ۱۹۰۹ء میں کی تھی۔ امام باڑہ جو کوٹھی کہلاتا ہے، اس کی تعمیر سید آغا حسن نے کروائی تھی اور مجالس کے اہتمام کے لیے دو باغ لگوائے تھے جن کی آمدنی سے مجالس کے اخراجات پورے ہوتے ہیں۔ دورِ حاضر میں اس امام باڑے میں مجالس کا اہتمام میری والدہ سیدہ ذاکیہ بیگم کرتی ہیں۔ یہاں محرم کی چاند رات کو نوحہ خوانی کے ساتھ عزاداری شروع ہوتی ہے۔ تاریخی نوحہ ''پھر چاند محرم کا نمودار ہوا ہے'' پڑھا جاتا ہے جسے میں اپنے بچپن سے سُن رہی ہوں۔ مجلس صبح نو اور دس بجے کے درمیان شروع ہوتی ہے جو ایک بجے کے قریب ختم ہوتی ہے۔ پہلی محرم کو مرثیہ ''محرم آیا ہے محبوِ رسول روتے ہیں، کربلا میں'' ہوتا ہے۔ دوسری محرم کو بی بی فاطمہ کی شہادت، تیسری محرم کو حضرت علی کا حال چوتھی محرم کو حضرت مسلم کی شہادت، پانچویں محرم کو حضرت مسلم کے بیٹوں کی شہادت اور چھٹی محرم کو حضرت عون و محمد کی

شہادت پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد منتیں دستر خوان اور نذر ہوتی ہے۔ ساتویں محرم کو حضرت قاسم کی شہادت پڑھی جاتی ہے اور رات کو مہندی اٹھتی ہے۔ آٹھ محرم کو حضرت عباس کی شہادت پڑھی جاتی ہے۔ بچے ملتی سقہ بنتے ہیں سبیل اور نذر ہوتی ہے۔ آٹھ محرم کو جلوس و ذوالجناح نکلتا ہے جو حضرت عباس کی شہادت سے متعلق ہوتا ہے۔ نویں محرم کو حضرت علی اکبر کی شہادت پڑھی جاتی ہے دس محرم کو امام حسین کی شہادت صبح کی مجلس میں پڑھی جاتی ہے۔ جو بہت مختصر ہوتی ہے۔ اس کے بعد علَم اور تعزیے جلوس میں شرکت کے لئے جاتے جلوس پوری بستی کا گشت کرتے ہوئے کربلا پہنچتا ہے۔ روزِ عاشورہ شام کو شامِ غریباں کی مجلس ہوتی ہے۔

میمن سادات کا دوسرا امام باڑہ 'حاطہ' کہلاتا ہے۔ جہاں مجالس کا سلسلہ ۱۹۰۱ء میں شروع ہوا تھا۔ ۱۹۱۹ء میں نجیب آباد کے ایک مومن نے تعزیے کی شکل کا چوکور امام باڑہ بنوایا جو 'بنگلہ' کہلاتا ہے۔ یہاں زنانی مجالس شام ۴ بجے سے ہوتی ہیں۔ یہاں بھی تاریخی مرثیے اسی انداز میں پڑھے جاتے ہیں جو کوٹھی میں پڑھے جاتے ہیں۔

میمن کی زنانی مجالس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ بعد مغرب کوٹھی میں صرف لڑکیوں کی مجلس ہوتی ہے۔ جس میں ہر عمر کی غیر شادی شدہ لڑکیاں شریک ہوتی ہیں۔ یہاں مرثیہ اور حدیث روز نہیں ہوتی بلکہ خاص خاص تاریخوں میں ہوتی ہیں البتہ نوحہ خوانی روز ہوتی ہے۔ لڑکیوں کی ایک انجمن 'سوگوارِ سکینہ' کے نام سے ہے جو 'جوگی پورہ' کی مجالس میں اپنا الگ جلوس نکالتی ہیں۔ اور آگ کا ماتم کرتی ہیں۔ درگاہ جوگی پورہ میمن سادات سے ۱۵ کیلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ لڑکیوں کی انجمن جوگی پورہ اور آس پاس کی بستیوں میں ایامِ عزا کے بعد بھی شریک رہتی ہے۔

عزاداری میں عورتوں کو شمولیت کا ذکر جاری ہے تو اصغر آباد کی بی بی صغرا بیگم کا بھی ذکر کرتی چلوں جو ضلع علی گڑھ میں واقع ہے۔ بی بی صغرا بیگم رئیسہ اصغر آباد نے ۱۹۰۶ء میں عزاداری قائم کی۔ ماہِ محرم کی دس اور ماہِ صفر کی تین مجالس بڑے پیمانے پر کرتی تھیں جس میں باہر سے شرکت کے لئے مومنین آتے، جن کی رہائش اور کھانے پینے کا انتظام ریاست کی طرف سے ہوتا۔ ۱۹۲۸ء میں انھوں نے -/12,000 روپے عزاداری کے لئے وقف کئے۔ بعد میں یہ رقم ان کے صاحبزادوں راجہ سید محمود الحسن اور راجہ سید مسعود الحسن میں تقسیم ہوئی جس کی رو سے ہر بیٹا اپنی طرف سے -/6,000 روپے مجالس کے لئے صرف کرے گا۔ ۱۹۵۴ء میں یہ عزاداری علی گڑھ منتقل ہوگئی۔ اس وقت تک

علی گڑھ میں صرف دو مردانی مجالس ہی ہوتی تھیں۔محمود منزل میں زنانی مجالس سہ پہر کے وقت ہونا طے پائی۔ ۱۹۳۸ء میں راجہ محمود الحسن کے انتقال کے بعد آپ کے صاحبزادے سید محمد حسن نے انتظام سنبھالا۔محمد حسن کی بیگم نے جو'رانی دلہن' کہلاتی تھیں علی گڑھ میں زنانی مجالس کی شروعات کی۔ 'رانی دلہن' نہ صرف اپنے امام باڑے کا انتظام دیکھتی تھیں بلکہ دوسرے امام باڑوں میں بھی عزاداری کا سامان ہدیہ کرتی تھیں، علی گڑھ میں پڑھنے والی لڑکیاں جو ہوسٹل میں رہتی تھیں ماہِ محرم میں رانی دلہن کے گھر مجلس میں آتی تھیں۔ عاشورہ کے اعمال اور فاقہ شکنی بھی انھیں کے گھر ہوتی۔ شامِ غریباں کی مجلس واحد رانی دلہن کے امام باڑے میں ہوتی ہے۔مجالس میں شرکت کے لئے آس پاس کی بستیوں سے بھی عورتیں رانی دلہن کے امام باڑے میں آتی ہیں۔ ۱۹۹۶ء میں رانی دلہن کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادگان اور ان کی شریک حیات مجالس کا انتظام کرتی ہیں۔

علی گڑھ کے قریب ہی قصبہ جلالی ہے جہاں محلّہ گڑھی میں بی بی محمدی بیگم بنتِ سید زائر حسین زوجہ سید ہاشم علی نے اپنے مکان میں امام باڑے کی بنا کی اور عشرۂ محرم کی عزاداری کی شروعات کی آپ کی دختر بی بی انتظام فاطمہ نے امام باڑہ بی بی محمدی بیگم کے مصارف کے لئے ۲۰ ستمبر ۱۹۱۹ء میں کچھ آراضی وقف فرمائی اور متولی اپنے نواسے مولوی سید معزالدین حسین کو مقرر کیا۔

امروہہ میں ۲۰راگست ۱۸۷۰ء میں مسماۃ نظام النساء بنتِ بشارت حسین نے ۱۶۸ بیگھ چار بسوہ خام اراضی زرعی تعزیہ داری اور مجالس عزا کے اخراجات کے لئے وقف کی۔

ذکرِ حسین اور حسینی مشن کو قائم رکھنے اور اس کی تبلیغ میں خواتین اہم کردار نبھا رہی ہیں۔ ان مجالس کے ذریعہ جس میں شرکت کے لئے مذہب اور جماعت کی کوئی قید نہیں ہے، نہ صرف حسینؑ کے پیغام کو دور دور تک پہنچایا جاتا ہے بلکہ عام زندگی میں بھی ہم ان کے کردار سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ عزاداریِ حسینؑ صرف ایامِ عزا تک ہی محدود نہیں رہتی۔ خاص طور پر خواتین حسینؑ اور اہلِ بیت حسینؑ کا ماتم پورے سال کسی نہ کسی شکل میں کرتی ہیں۔ خواہ وہ ہر ماہ کی پہلی جمعرات، نوچندی، جمعرات ہو کسی کی موت ہو یا شادی، ہر موقع پر بی بی فاطمہ، حسینؑ اور زینب کو یاد کیا جاتا ہے۔ عباس و علی مرتضیٰؑ سے مدد مانگی جاتی ہے۔

دنیا میں انسانیت کا پیغام دینے اور اسلام میں زندگی کی نئی روح پھونکنے کے لئے ہر سال ماہِ محرم آتا ہے اور ہم اس کا انتظار کرتے رہیں گے۔